روزنامہ الفضل ربوہ
فون: ۲۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۷/۴۲ ہفتہ۔ ۶۔ ربیع الاوّل ۱۴۱۳ھ، ۵۔ تبوک ۱۳۷۱ ہش، ۵۔ ستمبر ۱۹۹۲ء نمبر ۲۰۳

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کارکنوں کا معیار بڑھائیں

حُسنِ انتظام اپنی ایک اہمیت رکھتا ہے۔ لیکن وہ مہرے جن کو اس نے چلانا ہے۔ وہ مادہ جس سے اس نے کام لینا ہے اس کی اپنی صفات ہیں۔ اپنی خصلتیں ہیں جن کے اچھے ہونے کے نتیجہ میں حسنِ انتظام بہتر پھل لائے گا۔ اور جن کے کمزور ہونے کے نتیجہ میں حسنِ انتظام کو بھی اسی طرح کمزور اور ناقص پھل ملیں گے۔ ہماری جماعت کا کارکن وہ مادہ ہے جس کا معیار بڑھانا ضروری ہے۔ (از خطبہ حضرت امام جماعت۔ الرابع)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"پس وہ کام کرو جو اولاد کیلئے بہترین نمونہ اور سبق ہو اور اس کے لئے ضروری ہے کہ سب سے اوّل خود اپنی اصلاح کرو۔ اگر تم اعلیٰ درجہ کے متقی اور پرہیزگار بن جاؤ گے۔ اور خدا تعالیٰ کو راضی کر لو گے تو یقین کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے ساتھ بھی اچھا معاملہ کرے گا۔ قرآن شریف میں خضرؑ اور موسیٰ علیہما السلام کا قصّہ درج ہے کہ ان دونوں نے مل کر ایک دیوار کو بنا دیا جو یتیم بچوں کی تھی۔ وہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (۔) ان کا والد صالح تھا۔ یہ ذکر نہیں کیا کہ وہ کیسے تھے۔ پس اس مقصد کو حاصل کرو۔ اولاد کیلئے ہمیشہ اس کی نیکی کی خواہش کرو۔ اگر وہ دین اور دیانت سے باہر چلے جاویں پھر کیا؟ اس قسم کے امور اکثر لوگوں کو پیش آجاتے ہیں۔ بد دیانتی خواہ تجارت کے ذریعہ ہو یا رشوت کے ذریعہ یا زراعت کے ذریعہ جس میں حقوقِ شرکاء کو تلف کیا جاتا ہے۔

اس کی وجہ ہی میری سمجھ میں آتی ہے کہ اولاد کیلئے خواہش ہوتی ہے کیونکہ بعض اوقات صاحبِ جائیداد لوگوں کو یہ کہتے سُنا ہے کہ کوئی اولاد ہو جاوے جو اس جائیداد کی وارث ہو تا کہ غیروں کے ہاتھ میں نہ چلی جاوے مگر وہ نہیں جانتے کہ جب مر گئے تو شرکاء کون اور اولاد کون سب ہی تیرے لئے تو غیر ہیں۔

اولاد کیلئے اگر خواہش ہو تو اس غرض سے ہو کہ وہ خادمِ دین ہو۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۴۴۴-۴۴۵)

ولادت

مکرم مسعود احمد صاحب ناصر آف اسلام آباد کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۲۳، اگست ۹۲ء کو پہلی بچی سے نوازا ہے نومولودہ کا نام عیشہ مسعود تجویز کیا گیا ہے۔

نومولودہ قریشی نور الحق صاحب تنویر استاذ جامعہ احمدیہ کی نواسی اور مکرم حکیم محمد صدیق صاحب کی پوتی ہے۔

اعلانِ نکاح

مکرم محمود مجیب اصغر صاحب کی بڑی بچی محترمہ عائشہ نصرت صاحبہ کا نکاح مکرم مظفر احمد صاحب (انجنیئر) ابن مکرم سعید احمد صاحب سٹیشن ماسٹر ٹنڈو محمد خان (سندھ) کے ساتھ ڈیڑھ لاکھ روپے حق مہر پر ۲۱، اگست ۱۹۹۲ء کو مکرم مبشر احمد ظفر صاحب مربی سلسلہ نے بیت الاحمدیہ مظفر گڑھ میں پڑھا۔

تمام احباب جماعت سے دُعا کی درخواست ہے

دُعا کو اوّلیت دیں پھر اسباب اختیار کریں

اقتباس از خطبہ حضرت امام جماعت احمدیہ (الرّابع)

دُعا مُسبّب الاسباب ہے۔ اور ہر سبب سے پہلے ہوتی چاہیئے کیونکہ وہ لوگ جو پہلے، سبب کی طرف یعنی دُنیا کا ذریعہ اختیار کرنے کی طرف جھکتے ہیں بعد میں دُعا کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ ان کی دُعائیں اسی حد تک بے فیض رہ جاتی ہیں۔ اگر ایک انسان اپنے دوستانہ تعلقات میں اسباب کا مشاہدہ کرے تو اس کو عام روزمرہ کے تجربے میں یہ بات دکھائی دینے لگے گی اور اس کا جو عارفانہ نکتہ ہے وہ سمجھ آسکتا ہے ایک دوست جس کو جب ضرورت پیش آتی ہے۔ پہلے وہ دوسروں کی طرف بھاگتا ہے اور جب ہر طرف سے مایوس اور نا اُمید ہو جاتا ہے۔ پھر آپ کی طرف آتا ہے۔ اس کا ایک تعلق آپ سے ضرور ہے۔ لیکن ویسا نہیں جیسا اس شخص کا جو ہر ضرورت کے وقت سب سے پہلے آپ کا دھیان کرتا ہے۔ اور آپ کی طرف متوجہ ہوتا ہے یہی رشتے بچوں اور ماؤں کے درمیان بچوں اور باپوں کے درمیان قائم ہوتے ہیں جو دوسرے انسانی رشتوں سے اس تعلق کو ممتاز کر دیتے ہیں۔

پس سب سے بڑھ کر خدا تعالیٰ سے یہ امتیازی تعلق قائم ہونا چاہیئے کہ ہر ضرورت کے وقت اور ہر خوف سے بچنے کی خاطر سب سے پہلے دھیان خدا تعالیٰ کا ذہن میں آئے۔ اور بعد میں اسباب کی طرف طبیعت متوجہ ہو۔ اسباب کی طرف طبیعت متوجہ ہونے کے متعلق یہ نکتہ ضرور ذہن نشین رکھنا چاہیئے کہ ہمارا خدا تمام کائنات کا خدا ہے۔ رُوحانی دُنیا کا بھی وہی خدا ہے۔ اور جسمانی دُنیا کا بھی وہی خدا ہے۔ اس لئے اس سے ہم مستغنی نہیں ہو سکتے۔ دُعا اصل ہے۔ دُعا ہی کے ذریعے ہم خدا سے تعلق جوڑتے اور اس سے مدد چاہتے ہیں۔ مگر جو ذرائع اس نے بنائے ہیں جو اسباب کی دُنیا خود اس نے تخلیق فرمائی ہے اس سے مستغنی نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ وہ بھی ایک قسم کا خدائی کا دعویٰ ہے۔ گویا انسان اپنے آپ کو خدا کی تخلیق کے بعض حصوں سے بالا سمجھنے لگ جاتا ہے ... دُعا کو اوّلیت ہے۔ مگر اس کے ساتھ اسباب ہی کا اختیار کرنا لازمی ہے۔ یہاں تک کہ خدا کا کوئی برگزیدہ نبی بھی اسباب کی پیروی سے مستغنی قرار نہیں دیا گیا۔"

(از خطبہ فرمودہ ۱۲، جنوری ۱۹۹۰ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۵۔ تبوک ۱۳۷۱ ہش ۔ ۵۔ ستمبر ۱۹۹۲ء

خدمت خلق کی عالمی تنظیم

اللہ تعالیٰ اور انسان کے تعلق کو سمجھنے کے لئے خدمت خلق کا جذبہ نہائت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ انسانوں کو اپنی عیال کہتا ہے۔ یہ اس کے بندے ہیں۔ یہ اس کی مخلوق ہیں۔ اور کسی کی عیال کی کوئی خدمت کرے تو یقیناً اس کے لئے خوشی کا باعث ہوگا۔ اور یہ خوشی خدمت کرنے والے کیلئے نہ صرف مسرت کا باعث ہوگی بلکہ برکت و رحمت کا بھی۔ خدمت کرنے والے کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت بھی پیدا ہوگی اور ایک محبوب فریضہ کی ادائیگی کا احساس بھی۔ انسانوں سے بھی محبت بڑھے گی اور ہر زمانے کی سب سے بڑی ضرورت۔ معاشرہ کی بہتری۔ بھی پوری ہوگی۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان کی انسانیت ثابت ہی خدمت خلق سے ہوتی ہے۔ کوئی شخص اس بات کی پرواہ نہ کرے تو جھٹ منہ سے یہ فقرہ نکلتا ہے کہ یہ بھی کوئی انسان ہے۔ اور شائد اسی لئے کہتے ہیں کہ انسان انسان کا دارو ہوتا ہے۔ یعنی وہ اس کی مدد کرتا ہے۔ اس کی خدمت کرتا ہے۔ اس کے کام آتا ہے۔

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ خدمت خلق احمدیہ جماعت کی گھٹی میں پڑی ہوئی ہے۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ کی ایسی درخشندہ مثالیں موجود ہیں کہ ہم ان کو اپنا کر فلاح دارین حاصل کرتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت امام جماعت الثانی نے خدام الاحمدیہ کی تشکیل فرما کر یہ وضاحت فرمائی ہے کہ خدام الاحمدیہ کا یہ مطلب نہیں کہ وہ احمدیوں کی خدمت کرنے والے ہیں۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو احمدی ہیں۔ اور سب کی خدمت پر کمر بستہ ہیں۔ حضور نے اس بات کی بار بار وضاحت فرمائی کہ خدام الاحمدیہ کا کام سب کی خدمت ہے۔

اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے کہ جماعت کو ایک واجب الاطاعت امام میسّر رہتا ہے۔ جس سے جماعت کے کاموں میں تسلسل بھی رہتا ہے۔ اور ان کا دائرہ قدم بقدم اور لمحہ بہ لمحہ وسیع سے وسیع تر بھی ہوتا چلا جاتا ہے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ نے اب فیصلہ فرمایا ہے کہ جماعت احمدیہ کے زیر انتظام خدمت خلق کی عالمی تنظیم قائم کی جائے گی۔ جس میں تمام لوگ شامل ہونگے۔ اور جو بلا امتیاز مذہب و ملت ساری دنیا کی خدمت کرے گی۔ ہم اس کے لئے دعا گو بھی ہیں۔ اور سینہ سپر بھی۔ اللہ تعالیٰ اس تنظیم کو ہر طرح بابرکت کرے۔

کون جانے کوئی کب کس بات سے، منہ پھیر لے
دوستوں کی دوستی کے ٹوٹ جانے کا ہے ڈر
ایسی باتوں سے کبھی حیرت نہ ہو، حسرت نہ ہو
اے خدا تیری رضا ہو جائے گر اپنی ڈگر

ـــــــ ابوالاقبال

اپنے جذبات کو عُریاں نہیں ہونے دیں گے
سوزشِ غم کو نمایاں نہیں ہونے دیں گے

نفس کو خادمِ شیطاں نہیں ہونے دیں گے
قلب کو مُنکرِ یزداں نہیں ہونے دیں گے

جُرمِ توحید میں گر سَر بھی قلم ہو اپنا
شرک کو شاملِ ایماں نہیں ہونے دیں گے

نفسِ سرکش کو پچھاڑیں گے بزورِ تقویٰ
دشمنِ جاں کو گریزاں نہیں ہونے دیں گے

اپنی حاجات کا رکھیں گے توکّل پہ مدار
دل کو شرمندۂ احساں نہیں ہونے دیں گے

جھولی پھیلائیں گے بس اپنے خدا کے آگے
فقر کو اپنے پشیماں نہیں ہونے دیں گے

اپنی خودداری کا سودا نہ کریں گے ہرگز
عزّتِ نفس کو قرباں نہیں ہونے دیں گے

غمِ دنیا میں بھُلا بیٹھیں غمِ عقبیٰ کو
ایسی غفلت کسی عنواں نہیں ہونے دیں گے

مدعی لاکھ ستم ڈھائے پر اے غیرتِ عشق
جنسِ اخلاص کو ارزاں نہیں ہونے دیں گے

سب کی خوشحالی کے اسباب کریں گے پیدا
ہم کسی کو بھی پریشاں نہیں ہونے دیں گے

گتھیاں لوگوں کی سلجھائیں گے تدبیروں سے
زلف کو کاکلِ پیچاں نہیں ہونے دیں گے۔

رہے تاریک اگر جھونپڑے ناداروں کے
اپنے گھر میں بھی چراغاں نہیں ہونے دیں گے

قدرتِ قادرِ مطلق کا دلائیں گے یقیں
کسی بے کس کو ہراساں نہیں ہونے دیں گے

ہر طرف ہونگے دیئے علم و عمل کے روشن
جہل کی شمعیں فروزاں نہیں ہونے دیں گے

خوں سے سینچیں گے ہم ارضِ وطن کو پیہم
اس گلستاں کو بیاباں نہیں ہونے دیں گے

خوں بھی ہو جائے اگر حسرت و ارماں کا سلیمؔ
چشمِ نمناک کو گریاں نہیں ہونے دیں گے

سلیمؔ شاہجہانپوری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب

حضرت اُمّ طاہر صاحبہ

انتظامی قابلیت اور چند دلچسپ گھریلو واقعات

میں یہ بیان کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری بہن سیّدہ ام طاہر احمد میں بہت سی خوبیاں ودیعت کی ہوئی تھیں۔ اور ان خوبیوں میں غالباً سب سے نمایاں اور سب سے ممتاز خوبی جماعتی کاموں میں حصہ لینا تھی۔ اس کے علاوہ آپ اپنی انتظامی قابلیت میں بھی بہت نمایاں تھیں اور ان کی یہ قابلیت جماعتی کاموں اور خانگی کاموں ہر دو امور میں یکساں ظاہر ہوتی تھی۔ یہ اسی وصف کا نتیجہ تھا کہ ہر موقعہ پر اور ہر مجلس میں وہ گویا طبعی طور پر آگے آجاتی تھیں۔

حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کی طرف سے بھی عموماً خاص موقعوں کے انتظامات مثلاً گھر کی خاص دعوتوں کا انتظام یا کوئی خاص مہمان آجاتا تو اس کی مہمانی کا انتظام بھی زیادہ تر ان کے سپرد کیا جاتا تھا۔ یا اگر کوئی سفر کی تیاری کرنی ہوتی تھی تو ایسی سفر کی تیاری کی انچارج بھی بالعموم وہی ہوا کرتی تھیں۔ اس طرح سفروں کے دوران میں ٹرپ یعنی تفریحی سیروں کا انتظام بھی عام طور پر وہی کیا کرتی تھیں۔

چنانچہ اس وقت مجھے گذشتہ سفر ڈلہوزی کا ایک چھوٹا سا گھریلو واقعہ یاد آگیا ہے۔ جو اس جگہ مختصراً درج کرتا ہوں۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ چونکہ گذشتہ سال ایک لمبی بیماری سے اٹھے تھے اس لئے قیام ڈلہوزی کے آخری ایام میں حضور نے صحت کے خیال سے بعض تفریحی سیروں کا انتظام فرمایا تھا۔ ان سیروں میں سے آخری سیر کالاٹوپ پہاڑ تک کی تھی جو ڈلہوزی سے قریباً چھ سات میل چنبہ کی جانب واقع ہے۔ اس ٹرپ میں یہ خاکسار بھی ساتھ تھا۔ مستورات کے لئے عموماً گھوڑوں کا انتظام تھا اور مرد پیدل تھے اور ٹرپ کا اہتمام بدستور سیّدہ ام طاہر احمد کے ہاتھ میں تھا۔ چونکہ موصوفہ نے انتظام وغیرہ کی وجہ سے سب سے آخر میں آنا تھا۔ اس لئے میں نے دیکھا کہ جب ہم اپنے گھروں سے ایک میل نکل آئے تو سیّدہ صاحبہ والے گھوڑے پر ان کی بجائے ہماری ممانی آرہی ہیں۔ مجھے حیرانی ہوئی کہ یہ کیا بات ہے اور میں نے اس کا ذکر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے بھی کیا۔ اس پر میں نے دیکھا کہ حضور کے چہرہ پر کسی قدر فکر اور اس کے ساتھ ہی رنج کے آثار ظاہر ہوئے۔ فکر اس لئے کہ سیّدہ ام طاہر کی غیر موجودگی میں کہیں انتظام میں کوئی دقت نہ ہو۔ اور رنج اس لئے کہ ٹرپ کو رونق دینے والی رفیقۂ حیات پیچھے رہ گئیں۔ مگر حضور نے زبان سے صرف اس قدر فرمایا کہ سارا انتظام ام طاہر نے ہی کیا ہوا ہے۔ اور انہیں ہی معلوم ہے کہ کونسی چیز کہاں ہے اور کونسی کہاں۔ کسی اور کو تو کچھ خبر نہیں۔ میں نے اشارہ سمجھ کر جلدی سے ایک شخص کو آگے بھگا دیا کہ ڈاک خانہ کے چوک کے پاس جا کر کوئی گھوڑا تلاش کرو اور اگر مل جائے تو فوراً لے کر چلے آؤ اور سیّدہ ام طاہر کو لے آؤ۔ اور خدا کا شکر ہے کہ گھوڑا فوراً مل گیا۔ مگر ابھی یہ گھوڑا واپس جا ہی رہا تھا کہ کیا دیکھتے ہیں کہ وہ ایک خادمہ کو لے کر پیدل ہی چلی آ رہی ہیں۔ حالانکہ پیدل چلنے سے انہیں سخت تکلیف ہو جایا کرتی تھی۔ اس وقت میں نے محسوس کیا کہ انہیں دیکھ کر گویا حضرت صاحب کا فکر اور رنج سب دور ہو گیا۔ اور ہم خوشی خوشی آگے روانہ ہو گئے۔ ان کے پیچھے رہنے کی یہ وجہ معلوم ہوئی کہ جب وہ گھوڑے پر چڑھ کر روانہ ہو رہی تھیں تو حضرت اماں جان نے انہیں دیکھ کر فرمایا کہ شوکت (ہماری بڑی ممانی صاحبہ) نے ضرور جانا ہے۔ ان کے لئے ضرور انتظام کر دو۔ سیّدہ موصوفہ جنہیں حضرت اماں جان سے انتہائی محبت اور اخلاص تھا۔ فوراً اپنے گھوڑے سے اتر آئیں اور ممانی جان کو اپنا گھوڑا دے کر روانہ کر دیا اور آپ پیدل چل پڑیں۔

ڈلہوزی کے ایام کا ہی ایک اور واقعہ بھی قابل ذکر ہے۔ گذشتہ رمضان کا مہینہ ڈلہوزی میں ہی آیا تھا۔ اور چونکہ حضرت صاحب کے ساتھ ایک بڑا قافلہ تھا اس لئے سحری وغیرہ کے لئے خاص انتظام کی ضرورت تھی۔ سیّدہ ام طاہر احمد صاحبہ باوجود اس کے کہ لمبی بیماری کاٹ کر ابھی ابھی بستر سے اٹھی تھیں۔ حسب عادت پورے شوق اور انہماک کے ساتھ اس انتظام میں مصروف ہو گئیں اور مصروف بھی اس طرح ہوئیں کہ نصف شب کو اٹھ کر سب روزہ داروں کے لئے خود اپنے ہاتھ سے پچاس پچاس ساٹھ ساٹھ پراٹھے پکاتی تھیں اور باورچی کو دوسری خدمت کے لئے خالی کر دیا تھا۔ یہ پراٹھے صرف اپنے عزیزوں اور مہمانوں کے لئے ہی نہیں ہوتے تھے بلکہ نوکر اور خادم بھی اس میں برابر کے شریک تھے۔ کیونکہ سیّدہ موصوفہ رمضان کے مبارک مہینہ میں سب کی خدمت کا یکساں ثواب حاصل کرنا چاہتی تھیں۔ میں نے سنا ہے کہ ان ایام میں وہ رات کو دو تین گھنٹے سے زیادہ نہیں سو سکتی تھیں اور چونکہ وہ ابھی ایک لمبی بیماری سے اٹھی تھیں۔ اور ڈلہوزی کے بعد بہت جلد اپنی آخری بیماری میں مبتلا ہو گئیں۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ان کی مرض الموت میں ڈلہوزی کے ایام کی غیر معمولی محنت اور کوفت کا بھی ضرور دخل تھا مگر یہ ساری محنت انہوں نے خود اپنے ذمہ لی تھی اور بڑے اور چھوٹے اور آقا اور نوکر کا کوئی امتیاز نہ رکھا تھا۔ ڈلہوزی میں جو بہشتی پانی بھرنے کے لئے قادیان سے گیا تھا وہ چونکہ بہت محنت مشقت کا کام کرتا تھا اور کچھ بیمار بھی تھا۔ اس لئے وہ روزہ نہیں رکھتا تھا۔ مگر سیّدہ موصوفہ کے ہاتھ سے پراٹھے تقسیم ہوتے دیکھ کر وہ سیّدہ موصوفہ کے پاس گیا اور کہنے لگا آپا جان سب کو پراٹھے ملتے ہیں مگر مجھے نہیں ملتا۔ سیّدہ موصوفہ نے فرمایا میں تو روزہ داروں کے لئے پکاتی ہوں اور تم روزہ نہیں رکھتے۔ اگر تم بھی روزہ رکھو تو تمہیں بھی بڑی خوشی سے پکا دیا کروں گی۔ اس نے کہا میں بھی روزہ رکھوں گا۔ سیّدہ موصوفہ نے کہا پھر میں تمہیں ضرور دیا کروں گی۔ چنانچہ ہمشیرہ محترمہ کی برکت سے یہ غریب بہشتی روزہ دار بھی بن گیا اور پراٹھے بھی کھانے لگا۔

عطاء المجیب راشد

محترم مبارک احمد صاحب ساقی

یہ تحریر لندن سے ۱۳ جون ۱۹۹۲ء کو ارسال کی گئی تھی ہمیں الفضل کے دفتر میں ۲۵ اگست ۱۹۹۲ء کو ملی ہے (ادارہ)

محترم مبارک احمد صاحب ساقی کے بارہ میں چند احباب کے مضامین اور تاثرات الفضل میں شائع ہو چکے ہیں۔ میں بھی اس ذکر خیر میں شامل ہوتے ہوئے یہ مختصر نوٹ سپرد قلم کر رہا ہوں۔ محترم ساقی صاحب اتنی اچانک رخصت ہوئے ہیں کہ اپنی آنکھوں سے سب کچھ دیکھنے کے باوجود اب بھی کئی موقعوں پر خیال آتا ہے کہ یہ بات حقیقت نہیں بلکہ افسانہ ہے لیکن سچی بات یہی ہے کہ افسانہ حقیقت کا روپ دھار چکا ہے اور محترم ساقی صاحب بڑی سبک رفتاری سے اس دنیا سے رخصت ہو کر ملک عدم میں جا بسے ہیں۔ ان کی باتیں یاد آتی رہیں گی اور ان کا نیک تذکرہ جاری رہے گا۔

حسنِ خاتمہ انسان کی بہت بڑی سعادت ہے اور محترم ساقی صاحب کو یہ سعادت اللہ تعالیٰ کے فضل سے عطا ہوئی کہ آپ کا بہت اچھا انجام ہوا۔ زندگی کے آخری سانس تک خدمت کی توفیق پائی اور خدمت کرتے کرتے آخرت کے سفر پہ روانہ ہو گئے۔ نہ کسی بیماری سے دوچار ہوئے، نہ کسی پر بوجھ بنے، نہ کسی کو عیادت کی زحمت دی بس آناً فاناً رخصت ہو گئے۔ ۱۵ مئی کو بالکل ٹھیک ٹھاک حسب معمول بیت الفضل آئے عبادت میں شرکت کی مفوضہ فرائض کی ادائیگی کے بعد گھر گئے۔ کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ تھی نہ کوئی اظہار کیا۔ اگلی صبح حسب معمول دفتر آنے کے لئے تیار تھے کہ اچانک دل کا حملہ ہوا۔ یہ حملہ اتنا شدید تھا کہ اس سے جانبر نہ ہو سکے۔ ان کی اس طرح اچانک رحلت کی خبر سن کر ہر شخص ہکا بکا رہ گیا۔ سارا دن اس خبر کی تصدیق کے لئے احباب جماعت کے فونوں کا تانتا بندھ گیا۔

آپ کی سب سے بڑی سعادت یہ ہے کہ آپ کو حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے قریب رہتے ہوئے لمبا عرصہ خدمت بجالانے کی توفیق اور سعادت ملی۔ آپ ایک نہایت مخلص اور ذمہ دار خادم سلسلہ تھے۔ مفوضہ فرائض نہایت محنت ذمہ داری اور توجہ سے ادا کرتے اور انہی خوبیوں نے آپ کو یہ سعادت عطا فرمائی۔ حضور انور کے ساتھ مختلف ممالک کے سفروں کی بھی توفیق پائی۔

آپ کی خدمات کا تذکرہ لمبی تفصیل چاہتا ہے۔ میں مختصراً ان کی چند ذاتی خوبیوں کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے مختلف حیثیتوں میں اکٹھے کام کرنے کا موقع ملا ہے اور میرا مشاہدہ یہ ہے کہ محترم ساقی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے خدمت کی ایک پُرجوش لگن سے نوازا تھا۔ ہر مشکل سے مشکل ذمہ داری کو پوری ہمت سے سرانجام دیتے اور کبھی کام سے نہ گھبراتے تھے۔ جلسہ سالانہ کے دنوں میں جب کام عام دنوں سے بہت زیادہ ہو جاتا اور بیک وقت متعدد ذمہ داریوں کا بوجھ ان پر آپڑتا تو ایسے اوقات میں بھی بڑی تندہی اور سکون سے خدمت کا سلسلہ جاری رہتا۔ ان کا معمول تھا کہ ہر ایک سے خوش طبعی سے ملتے ہنسی مذاق کی باتیں بھی ہوتیں لیکن اصل مفوضہ خدمت کبھی نظروں سے اوجھل نہ ہوتی۔ آپ کا حلقہ ملاقات بہت وسیع تھا۔ خاص طور پر جماعت کے نوجوانوں اور بچوں سے آپ خوب واقف تھے اور ان کے معاملات میں آپ اس انداز سے دلچسپی لیتے کہ وہ بھی بڑے اعتماد کے

باقی صـ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہماری تاریخ

مکرم شیخ عبدالماجد صاحب لکھتے ہیں
۱۹۴۵ء کا سال شروع ہوا تو حضرت امام جماعت احمدیہ مرزا بشیر الدین محمود احمد (۔۔۔) نے قادیان کی بیت اقصیٰ سے الصلح خیر کی آواز بلند کرتے ہوئے ایک طرف انگلستان کو نصیحت کی کہ وہ ہندوستان کو آزادی دے اور اس کی طرف صلح کا ہاتھ بڑھائے۔ اور دوسری طرف ہندوستان کو دعوت دی کہ وہ انگلستان کی طرف صلح کا ہاتھ بڑھائے۔ آپ نے فرمایا کہ ہر احمدی کا فرض ہے کہ میری اس آواز کو ہر ملک، ہر شہر، ہر گاؤں، ہر گھر بلکہ ہر کمرہ اور ہر آدمی تک پہنچائے۔ تا وہ دنیا کے کونے کونے تک پہنچ جائے ہر احمدی جو صلح کا شہزادہ بننے کی کوشش نہیں کرتا وہ بانی سلسلہ کا سچا خادم نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ساتھ ہی ایسے سامان پیدا فرمائے کہ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کو اس آواز کے پہلے حصے کو اس جرأت اور بے باکی کے ساتھ انگلستان میں بلند کرنے کی سعادت نصیب فرمائی۔ کہ ہندوستان کا کوئی بڑے سے بڑا آزادی کا دلدادہ سیاست دان بھی اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

چوہدری محمد ظفر اللہ خان (وفات یکم ستمبر ۱۹۸۵ء عمر ۹۳ سال) کو تقسیم ہند سے قبل اور مابعد بھی متعدد بار ملکی خدمات کے مواقع ملے۔ آپ نے ہر موقعہ پر نہایت درجہ اخلاص، قابلیت اور جرأت مندی کے ساتھ ملکی خدمت کا حق ادا کیا۔ آپ کبھی غیر ملکی حکمرانوں یا بیرونی طاقتوں سے مرعوب نہ ہوئے۔ آپ کی حق گوئی کا غلغلہ تاریخ کے صفحات پر نقش ہے۔

۱۹۴۵ء میں چیتھم ہاؤس لندن میں رائل انسٹی ٹیوٹ آف انٹرنیشنل افیئرز کی سرپرستی میں دولت مشترکہ کے نمائندگان کی ایک کانفرنس کا اہتمام کیا گیا۔ ہندوستان انسٹی ٹیوٹ کی طرف سے بھی ایک وفد نے اس کانفرنس میں شرکت کی۔ اس وفد کے سربراہ چوہدری محمد ظفر اللہ خان تھے۔ یہ وفد غیر سرکاری نہیں تھا بلکہ گورنمنٹ ہند کا مقرر کردہ تھا۔

دولت مشترکہ کانفرنس میں چوہدری صاحب کی تقریر کا خلاصہ "ٹرانسفر آف پاور" (TRANSFER OF POWER) نامی جلدوں میں لندن سے شائع ہو چکا ہے۔ ہم طوالت کے خوف سے اس کا ایک حصہ درج کرتے ہیں۔

"اے دولت مشترکہ کے سیاستدانو! کیا یہ ستم ظریفی نہیں کہ ہندوستان کا ۲۵ لاکھ جوان میدان جنگ میں برطانیہ اور اتحادیوں کی آزادی اور سالمیت کا حفاظت اور دفاع کے سلسلے میں دادِ شجاعت دے رہا ہو۔ اور خود ہندوستان اپنی آزادی کے لئے ملتجی ہے۔ تم کیا سوچ رہے ہو۔ آخر کب تک ہندوستان تمہاری طرف نظریں اٹھائے آزادی کے حصول کا منتظر رہے گا۔ ہندوستان پیش قدمی کرتا ہے تم اس کی مدد کرو اور اس کے راستے میں مزاحم نہ ہو۔ اب کوئی اس کا راستہ نہیں روک سکے گا۔ ہندوستان اب آزادی سے ہمکنار ہو کر رہے گا۔ وہ دولت مشترکہ کے اندر رہے گا۔ اگر تم اسے اس کا جائز مقام و مرتبہ دلانے میں اس کی مدد کرو گے۔ اور وہ دولت مشترکہ کے حلقہ سے باہر نکل جائے گا۔ اگر تم اس کے لئے کوئی چارہ کار باقی نہ رہنے دو گے (ٹرانسفر آف پاور صفحہ ۶۴۳۔ ۱۷ فروری ۱۹۴۵ء)

برطانوی ہند کی یہ پہلی مثال تھی کہ حکومت کے مقرر کردہ وفد کے سربراہ نے اہل ہند کے سیاسی اور ملکی جذبات کی اس جرأت اور بے باکی سے ایک ایسی کانفرنس میں وضاحت کی ہو جو خود حکومت کی ہی مدعو کردہ ہو۔

جناب شورش کاشمیری کا کہنا ہے کہ آزادی ہند کے ضمن میں جواہر لال نہرو ہندوستان کے سب سے بڑے ہیرو تھے۔ (کتاب شورش کاشمیری از انور عارف صفحہ ۸۷)

حضرت چوہدری صاحب کی تقریر سن کر اس ہیرو کا ردعمل کیا تھا۔ چوہدری صاحب اپنی خودنوشت سوانح "تحدیث نعمت" میں فرماتے ہیں۔

"کچھ عرصہ بعد کانگریسی لیڈر مسٹر آصف علی صاحب نے مجھے بتایا جن دنوں لندن میں آپ نے یہ تقریر کی پنڈت جواہر لعل نہرو اور کانگریس کے سرکردہ اراکین جن میں میں بھی شامل تھا اورنگ آباد کے قلعہ میں نظربند تھے۔ ہم کانفرنس کے اس اجلاس کی کارروائی کو ریڈیو پر سن رہے تھے۔ جب آپ نے "دولت مشترکہ کے سیاستدانو" کہہ کر آواز بلند ہوئی تو ہم سب توجہ سے آپ کی تقریر سننے لگے۔ پنڈت نہرو تو اپنا کان ریڈیو سے بہت قریب لے آئے۔ جب آپ نے تقریر ختم کی تو پنڈت جی نے کہا کہ اس شخص نے تو ہم سے بھی بڑھ کر بے باکی سے حکومت برطانیہ کو متنبہ کیا ہے (طبع دوم)

حصول آزادی کے لئے اس بے باکی کے مظاہرے اور برٹش گورنمنٹ کو اس زبردست انتباہ پر تمام ہندوستان کے اردو اور انگریزی اخبارات نے چوہدری صاحب کو خراج تحسین پیش کیا۔ ہم مسلم پریس کے تبصروں سے صرف نظر کرتے ہوئے ہندو اخبارات سے دو ایک تبصرے پیش کرتے ہیں۔

روزنامہ پربھات

ہندوستان کی طرف سے سر ظفر اللہ خان بطور نمائندہ جس کانفرنس میں تشریف لے گئے ہیں ان کی پہلی تقریر بہت زوردار تھی اور دل خوش کن تھی۔ کیونکہ انہوں نے کامن ویلتھ کے دوسرے ممبروں کو صاف الفاظ میں بتایا کہ ۲۵ بیس لاکھ سپاہی مہیا کرنے والا ملک اگر آزادی سے محروم رہا تو جنگ کے بعد بھی دنیا میں امن نہیں ہو سکتا۔ ایک ایک ہندوستانی کو سر ظفر اللہ کا ممنون ہونا چاہئے کہ انہوں نے انگریز کے گھر جا کر حق کی بات کہی ہے۔

(پرچہ ۲۰ فروری ۱۹۴۵ء)

روزنامہ پرتاپ

لندن میں چوہدری صاحب نے جو تقریریں کی ہیں ان سے ہندوستان تو کیا ساری کامن ویلتھ میں تہلکہ مچ گیا ہے۔ چند دن ہوئے آپ نے ایک تقریر کی جسے سن کر یو پی کے سابق گورنر میلکم ہیلی جو اس وقت لارڈ ہیلی ہیں آگ بگولا ہو گئے اور میٹنگ سے اٹھ کر چلے گئے۔ آپ نے برطانوی حکمرانوں کو وہ کھری کھری سنائیں کہ سننے والے دنگ رہ گئے۔ برطانوی حکومت کے درجنوں تنخواہ دار ایجنٹوں کے کئے کرائے پر آپ نے پانی پھیر دیا۔

(پرچہ ۲۲ فروری ۱۹۴۵ء)

سکھ اخبار "ریاست"

چوہدری سر ظفر اللہ خان جج فیڈرل کورٹ ایک بلند پایہ شخصیت ہیں۔ اور آپ کے لئے یہ ممکن نہیں کہ آپ کے دل اور زبان میں فرق ہو۔ اے کاش

کس نے کیا کہا

موجودہ طریق انتخاب بدلئے

سپریم کورٹ آف پاکستان کے قائمقام چیف جسٹس نسیم حسن شاہ نے کہا ہے کہ انتخابات کے ذریعے بدکردار اور نااہل افراد کو اسمبلیوں میں نہیں آنا چاہیئے بلکہ اس رجحان کو روکنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے اندر بہتر اخلاق پیدا کریں جبکہ تعلیم کو بھی عام کیا جائے، اس تعلق میں انہوں نے یہ بھی کہا کہ انتخابات میں امیدوار کی اہلیت ضروری ہے لیکن جب اہلیت کی بات ہوگی تو اس پر جھگڑا بھی ہوگا۔

مسٹر جسٹس نسیم حسن شاہ نے اسمبلیوں میں دھن، دولت اور قوت کے بل پر بدکردار افراد کے اسمبلیوں میں پہنچنے کا جو تذکرہ کیا ہے وہ ہمارا قومی المیہ ہے اور اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ انتخابات میں امیدوار بننے والوں کے لئے تعلیم، تقویٰ اور اہلیت کا کوئی نظریاتی معیار مقرر نہیں کیا اور اکثر ارکان مادی وسائل اور برادری ازم کے سہارے اسمبلیوں تک پہنچ جاتے ہیں غیر جماعتی انتخابات کی بدعت نے اس رجحان کو فروغ دیا ہے۔ اس صورت حال کا واحد علاج یہ ہے کہ انتخابات کے موجودہ نظام کو تبدیل کر کے ایسا طریق کار اپنایا جائے جس میں تعلیم، اہلیت اور کردار ایسے اوصاف بنیادی اہمیت کے حامل ہوں تعلیم سے لوگوں میں شعور پیدا ہوگا اور وہ ذات و برادری کے تعصبات سے بالاتر ہو کر ایسے افراد کو سامنے لانے کی جدوجہد کریں گے جوان کے خیال میں قوم کو بے منزل سفر سے ہٹا کر اس راستے پر گامزن کریں گے جو قومی و ملکی فلاح اور ترقی کے زینے کی طرف جاتا ہے۔ چیف جسٹس نے ہمارے جسد سیاست کو لاحق جن بیماریوں کا تذکرہ کیا ہے انہیں دور کرنے کے لئے پورے سیاسی تعلیمی اقتصادی اور معاشرتی ڈھانچے کو تبدیل کرنے کی ضرورت ہے ورنہ ہر کوشش بے مقصد اور رائیگاں جائے گی۔

(جنگ ۴ اگست ۱۹۹۲ء)

برطانیہ کے وزیر سر ظفر اللہ کے اس بیان کو آنکھیں کھول کر پڑھیں اور ہندوستان کو آزادی دی جائے۔

(پرچہ ۲۶ فروری ۱۹۴۵ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات، واقعات، شخصیات ـــــ نون۔ سین

نوفلائی زون

کہا جاتا ہے کہ چونکہ عراق کو اس بات کا احساس ہے کہ وہ مغربی اتحادیوں کے ہوائی جہازوں کے حملوں کا مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ اس لئے وہ اس بات کی تشہیر کر رہا ہے کہ شیعہ لوگ ہرگز یہ نہیں چاہتے کہ مغربی اتحادی وہاں کوئی "نو فلائی زون" بنائیں۔ اخبارات میں بھی ایسے بیانات شائع ہو رہے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ شیعوں کی طرف سے بہت سی تاریں ان اخبارات کو ملی ہیں جو یہ شائع کر رہے ہیں۔ ان تاروں میں اور ان خطوط میں اس بات کا اظہار کیا گیا ہے کہ وہ تمام لوگ صدام کے حامی ہیں۔ تمام شیعہ مراکز میں احتجاجی جلوس بھی نکالے گئے ہیں۔ ان کا مطلب یہ ہے کہ مغربی اتحادیوں کو وہاں آنے سے روکا جائے۔ برطانیہ کے وزیر اعظم کو انتہائی بیوقوف کہا جا رہا ہے اور یہ کہ انہیں یہ یاد دلانا چاہئے کہ جنوب سے لوگوں نے برطانوی آرمی کو اپنے علاقے سے نکال دیا تھا۔ انہوں نے کہا ہے کہ اگر یہ لوگ پھر وہاں آئے تو وہ دیکھیں گے کہ یہ سارا علاقہ ان کا قبرستان بن گیا ہے۔ یہ جنگ فیصلہ کن جنگ ہوگی۔ صدام اس بات کو خوب سمجھتے ہیں کہ بار بار اس طرح کے حملے انہیں خوف دلانے کے لئے کئے جاتے ہیں۔ ان کے اپنے بیانات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اس قسم کے خوف کو خاطر میں نہیں لاتے۔ اگر واقعی شیعہ لوگ صدام کے حق میں نکلے تو مغربی اتحادیوں کا وہاں نو فلائی زون بنانا ایک بے معنی بات ہو جائے گا۔ اور دنیا بھی اس بات کو خوب سمجھ جائے گی کہ ایسی باتیں صرف اور صرف عراق کی تباہی کے لئے کی جاتی ہیں۔ اور صدر صدام کو اقتدار سے ہٹانے کی یہ ناکام کوشش ہوگی۔

ہندوستانی دعوت نامہ

کچھ دنوں سے یہ افواہ گردش کر رہی ہے کہ ہندوستان کی فوج کے سربراہ نے پاکستانی فوج کے سربراہ کو ہندوستان کے دورے کے لئے بلایا ہے یہ بھی کہا جاتا تھا کہ ہندوستان کا دعوت نامہ وزارت خارجہ کے سیکرٹری کی جیب میں پڑا ہے اور جب تک صدر اور وزیر اعظم سے اس سلسلے میں بات نہ ہو جائے وہ نہیں چاہتے کہ یہ دعوت نامہ سربراہ افواج کو دیا جائے لیکن پاکستانی فوج کے ایک نمائندے نے اس بات کو مسترد کر دیا ہے کہ انہیں کوئی دعوت نامہ ملا ہے یا کسی ایسے دعوت نامے کو قبول کر لیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ جی۔ ایچ کیو کو ایسی کسی بات کا علم نہیں۔ البتہ پریس اس سلسلے میں خبریں چھاپتا رہا ہے۔ فوج کے نمائندے نے مزید اس بات کی وضاحت کی کہ جہاں تک فوجیوں کے بیرونی ممالک کے دورے کی دعوت کا تعلق ہے یہ حکومت وصول کرتی ہے اور حکومت ہی اس کا انتظام کرتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کے دوروں کے لئے پاکستانی حکومت کی قبل از وقت اجازت کی ضرورت ہے۔ اس لئے جب بھی کوئی باقاعدہ دعوت نامہ ہندوستان کی طرف سے ملے گا اسے حکومت کی خدمت میں پیش کر دیا جائے گا۔ اور حکومت جو بھی فیصلہ کرے گی۔ جی ایچ کیو اس پر عمل درآمد کرے گا۔

یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ دعوت نامہ آ تو چکا ہو لیکن چونکہ ابھی تک حکومت کے سامنے پیش نہیں کیا گیا اور حکومت نے اس سلسلے میں ابھی کوئی فیصلہ بھی نہیں کیا۔ اس لئے فوج یہ بات تسلیم نہیں کرتی کہ ہندوستان نے ایسا کوئی دعوت نامہ بھیجا ہے۔

بنگلہ دیش اور بھارت

بنگلہ دیش کی وزارت خارجہ کے ایک نمائندے نے کہا ہے کہ ہندوستان اور بنگلہ دیش اس بات پر اتفاق کر گئے ہیں کہ دونوں کے درمیان جو مسائل ہیں ان کو امن و امان سے حل کر لیا جائے۔ ان مسائل میں دریاؤں کے پانی کی تقسیم بھی ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ یہ فیصلہ اس وقت کیا گیا جب دونوں ملکوں کی وزارت کے سیکرٹریوں نے چار گھنٹے تک ڈھاکہ میں ایک دوسرے سے ملاقات کی۔ اس گفتگو کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ نہایت اچھے ماحول میں ہوئی اور اس کے نتیجے میں جو فیصلے کئے گئے ہیں وہ دونوں ملکوں کے لئے اطمینان کا باعث ہیں۔ گنگا اور پدما کے پانی کی تقسیم ایک دفعہ پھر ذرائع آب پاشی کے وزیر کے ذریعے زیر بحث آئے گی۔ بنگلہ دیش کا کہنا ہے کہ فرخا بیراج سے وہ ضرورت سے زیادہ پانی حاصل کر لیتا ہے۔ یہ علاقہ بنگلہ دیش کی شمالی سرحد پر واقع ہے اور ارد گرد کے چھوٹے چھوٹے علاقوں کو پانی بہت کم ملتا ہے جس کے نتیجے میں وہاں فصلیں پوری طرح نہیں اگائی جا سکتیں۔ اور اگائی جانے والی فصلوں کے نتائج خاطر خواہ نہیں ہوتے مون سون کے ایام میں پانی کی زیادتی کو اس طرف پھیر کر سیلابوں کا خطرہ پیدا کر دیا جاتا ہے جس سے بنگلہ دیش کو نقصان پہنچتا ہے۔ لیکن یہ ایسی باتیں ہیں کہ ہندوستان انہیں کلی طور پر مسترد کرتا ہے۔ وزارت خارجہ بنگلہ دیش اور بھارت کے نمائندوں نے چکمہ قبائل کے مہاجرین، جن کی تعداد لاکھوں میں ہے کے متعلق بھی بات کی اور شمالی ہندوستان کی ریاست تری پورہ کے باغیوں کے متعلق ایسے معاملات بھی دونوں ممالک کے تعلقات کو خاصا خراب رکھتے ہیں۔

عبدالرشید تبسم ـــــ

محترم چوہدری بشیر احمد صاحب

ایک پرانی تحریر جو ۱۹۶۶ء میں سپرد قلم کی گئی۔

مکرم چودھری بشیر احمد صاحب تو وفات پا چکے ہیں مگر مکرم چودھری عبدالرشید صاحب تبسم کی یہ تحریر امید ہے دلچسپی سے پڑھی جائے گی۔ (ادارہ)

چودھری بشیر احمد خان ایک بلند پایہ ادیب اچھے شاعر اور بہترین نقاد ہیں۔ آپ موضع چہور کاہلوان تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ کے ایک نہایت معزز گھرانے میں یکم جون ۱۹۰۰ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم چودھری غلام احمد صاحب اہل دل بزرگ تھے۔ وہ سرکاری ملازمت میں تھے اور لدھیانہ، دہلی وغیرہ میں متعین رہے۔ چودھری بشیر احمد خان ہر جگہ ان کے ہمراہ رہے۔ آپ کی ابتدائی ذہنی تربیت آپ کے والد بزرگوار ہی کے فیضان نظر سے ہوئی۔ ۱۹۱۲ء میں وہ انتقال فرما گئے۔

چودھری بشیر احمد خان نے اینٹرنس کا امتحان گورنمنٹ ہائی سکول سیالکوٹ سے پاس کیا۔ اینٹرنس پاس کرنے کے بعد آپ نے اسلامیہ کالج لاہور میں داخلہ لیا اور وہاں سے ۱۹۲۲ء میں بی اے پاس کیا۔ کالج میں آپ کو عربی کے مضمون اور شعر و شاعری سے بہت شغف رہا۔ ۱۹۲۵ء میں آپ نے لاء کالج لاہور سے ایل ایل بی کا امتحان پاس کیا۔ اور لاہور ہی میں وکالت کی پریکٹس شروع کر دی۔ آپ پانچ سال تک وکالت کی پریکٹس کرتے رہے۔ پھر پی سی ایس (جوڈیشل) کے امتحان مقابلہ میں شریک ہو گئے۔ جس میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔ اور ۱۹۳۰ء میں سب جج بنا دیئے گئے۔

دس سال تک آپ سب جج رہے اور بھیرہ، مظفر گڑھ، جگادھری، دہلی وغیرہ میں آپ کا تقرر رہا۔ ۱۹۴۰ء میں آپ مرکزی حکومت ہند کے محکمہ سپلائی میں چلے گئے۔ ۱۹۵۵ء میں آپ پاکستان کے محکمہ سپلائی سے پلاننگ کمیشن میں متعین ہوئے اور ۹۔ نومبر ۱۹۵۸ء کو آپ پاکستان انڈسٹریل کریڈٹ اینڈ انوسٹمنٹ کارپوریشن کے جسے اختصار سے پک اک کہا جاتا ہے۔ ڈپٹی منیجنگ ڈائریکٹر لاہور ریجن مقرر ہوئے۔

چودھری بشیر احمد خان کا حلقۂ احباب ہمیشہ بہت وسیع رہا ہے۔ اعلیٰ معاشرتی حلقوں میں آپ کا بہت احترام کیا جاتا ہے۔ آپ کی گفتگو میں تنقید کا پہلو اور خود اعتمادی کی جھلک نمایاں ہوتی ہے۔ طبیعت میں فراخی اور نظر میں وسعت ہے۔ آپ کی پیدائش یکم جون کو ہوئی۔ علم نجوم کی زبان میں آپ کا بحیثیت مجموعی کردار آفتاب اور عطارد کا کامیاب ترین و حسین امتزاج ہے۔

چودھری صاحب شعر کے حسن و قبح، صنائع بدائع، وزن، بحر، سے پوری طرح واقف ہیں۔ خود شعر کہہ سکتے ہیں اور کہہ لیتے ہیں۔ لیکن آپ کو شعراء کی صف میں شریک ہونے سے اس لئے احتراز ہے کہ آپ کبھی کبھار جو کچھ کہتے ہیں وہ شاذ کے ذیل میں آتا ہے۔ اور شاذ کے ذیل میں آنے والا سخنور آپ کے نزدیک پختہ شاعر نہیں ہوتا۔ شعر پر آپ کی تنقید ہمیشہ معیاری اور بے لاگ ہوتی ہے۔ اصناف شاعری میں سے آپ کو غزل پسند ہے۔ اور غزل میں حسرت موہانی کا انداز زیادہ مرغوب ہے۔

آپ کو ہزارہا شعر زبانی یاد ہیں۔ جن کے برمحل استعمال کی بدولت بعض دفعہ بے کیف سے بے کیف محفل بھی رنگ پر آ جاتی ہے۔

آپ اہل دل ہیں۔ مذہبی کتب اور شعر و شاعری کا مطالعہ آپ کا خاص شغف ہے۔ فلاکت زدہ شعراء و ادباء کی دامے درمے مدد کرتے رہتے ہیں۔ تعمیری نقطۂ نظر رکھنے والا انداز زندگی آپ کو بہت پسند ہے۔ وہ خواہ کسی کا ہو۔

آپ انجمن ترقی ادب ماڈل ٹاؤن کے وائس پریذیڈنٹ ہیں اور اس کے معاملات میں ہر لحاظ سے گہری دلچسپی لیتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ کا خط ملا

مکرم کرنل ریٹائرڈ بشارت احمد صاحب لاہور سے لکھتے ہیں:

اُمید ہے آپ بفضلِ تعالیٰ خیریت سے ہوں گے۔ اس موجودہ دور میں الفضل کی بخیریت اشاعت ایک کارے دارد ہے

آپ بڑی حکمتِ عملی، دانائی اور معاملہ فہمی سے اس جماعتی روزنامہ کو ایک متلاطم سمندر سے بخیریت تمام ساحلِ مراد تک لا اور لے جا رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہو اور مزید خدمت کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔

اگر اجازت ہو تو دو ایک تجاویز پیش کرنے کی جسارت کروں۔ آپ کے دو پروگرام ایسے ہیں جن میں میرے خیال کے مطابق کچھ تبدیلی یا تغیر کی ضرورت ہے مثلاً:-

(۱) کاغذی ہے پیرہن۔ یہ ایک دلچسپ پروگرام ہے اگر اس میں وہ تصویر بھی دے دی جائے جس کا ذکر ہے تو زیادہ بامعنی اور بامقصد ہونے کا زیادہ امکان ہے۔ آپ ایک تصویر اور اس کی تفصیل کا ذکر تو کر رہے ہیں مگر تصویر موجود نہیں۔ یہ بات بالکل ایسے بن جاتی ہے جیسے آپ کسی کو ٹائی باندھنے اور اس کی صحیح گرہ لگانے کا طریق بتا رہے ہوں اور ٹائی موجود ہی نہ ہو۔ اُمید ہے اس بارہ میں آپ غور کریں گے اور آئندہ تصویر کو ضرور شامل کریں گے۔

(۲) ایک اور سلسلہ مضمون آپ نے "طوطا" اور "توتا" کی ادبی بحث کا شروع کر رکھا ہے۔ میرے جیسے قاری کے لئے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے FILL IN THE BLANK یا خانہ پُری کی جا رہی ہے۔ ایک بات تو یقینی ہے کہ اردو زبان لشکری زبان کے طور شروع ہوئی اس میں اس دور کی ہر اُس زبان کو شامل کیا گیا جس کے لوگوں کے ساتھ مغل دور کے بادشاہوں کا تعلق تھا۔ لہٰذا طوطا۔ ط سے لکھا جائے یا "ت" سے۔ ایک لاحاصل اور بے معنی سی (اگر آپ بُرا نہ منائیں تو) بات لگتی ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ جماعت احمدیہ ایک ترقی پذیر جماعت ہے جو دُنیا کے کناروں تک پہنچ گئی ہے اور دن بدن بامِ عروج کے منازل طے کرتی چلی جا رہی ہے۔ مغلیہ دور کے آخیر میں جب ایسٹ انڈیا کمپنی ہندوستان میں اپنے پاؤں جما رہی تھی بالکل اُسی وقت دہلی اور لکھنؤ کے ادیب اس بحث میں اُلجھے ہوئے تھے کہ بُلبل مذکر ہے یا مؤنث۔

جماعت احمدیہ بفضلِ تعالیٰ ایک اُبھرتی ہوئی ترقی پذیر جماعت ہے۔ اس کو اس طرح کی لایعنی اور بے مقصد بحثوں سے کیا سروکار۔ آپ کے پاس سلسلہ احمدیہ کے پرانے بے شمار اخبارات اور رسالے ہیں۔ الحکم، بدر، مصباح، الفرقان ان کے اندر ایک خزانہ دفن ہے ان کو ایک ترتیب ایک نظام کے تحت الفضل میں دوبارہ شائع کرنے کا باقاعدہ اہتمام کریں۔ الفضل کو ان مضامین کی بڑی ضرورت ہے۔ الفضل محفوظ ہونے کے ساتھ ساتھ بامقصد، وزن دار اور وقیع اخبار بن جائے گا۔

○ آپ کا خط ملا۔ اس بات سے خوشی ہوئی کہ آپ نے الفضل کے مضامین میں دلچسپی لی ہے۔ امید ہے آپ اپنی رائے سے ہمیشہ ہمیں نوازتے رہیں گے۔ آپ کی خدمت میں سلام۔

(قرنل صاحب اس خط کے متعلق کیا خیال ہے۔ اگر طوطا اور توتا کی بحث میں نہ پڑا جائے تو اس خط کے الفاظ کے جو ہجے لکھے گئے ہیں۔ ان سے کیوں تعارض کیا جائے۔

(ن۔س)

شیخ محمد نعیم شاہد کہتے ہیں:

کل کے الفضل (مجریہ ۲۲۔ اگست ۹۲ء صفحہ نمبر 1) میں آپ نے قارئین سے خامیوں کی نشاندہی کرنے کی خواہش کی ہے۔ لطف کی بات یہ ہے آپ کے اس اعلان میں ہی ایک ایسی خامی ہے جو بڑا عرصہ جاری رہنے کے بعد اب رُو بہ اصلاح ہے اور احباب جماعت نے اس کی اصلاح کر لی ہے اور وہ ہے "دعا فرمانا"۔ حضرت امام جماعت الرابع ایدہُ اللہ نے اس کا فلسفہ بیان فرما کر "دعا کرنا" کو صحیح قرار دیا اور اسی کے استعمال کی تحریک فرمائی ہے۔ لہٰذا آپ کے اعلان میں "ہمارے لئے دعا بھی کریں" ہونا چاہیئے۔

> آوارگی کو مٹایا جائے کہ یہ سب بیماریوں کی جڑھ ہے محض فارغ اور خالی بیٹھنا بھی آوارگی ہے۔
>
> (حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

نسیم سیفی

ایک چھوٹی سی بات

ایک دفعہ حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب اور خاکسار (نسیم سیفی) بس میں سفر کر رہے تھے۔ ڈرائیور دوسری بسوں کی تیز رفتاری کو دیکھ کر خود بھی گاہے گاہے اپنی رفتار انتہائی تیز کر دیتا تھا۔ مولانا موصوف نے بڑی آہستگی اور شائستگی کے ساتھ کہا "میاں ذرا آہستہ چلاؤ" ڈرائیور نے حضرت مولانا صاحب کی طرف دیکھا اور کہا "ہوائی جہاز تو نہیں بنا دیا۔ بس کو بس ہی کی طرح چلا رہا ہوں"۔ ہمارا تو دل پہلے ہی دھک دھک کر رہا تھا۔ اس کا یہ جواب سن کر دل اور بھی تیزی سے دھڑکنے لگا۔ اس لئے کہ یہ جواب گستاخانہ تھا۔ اور ہمیں اس بات کی کبھی امید نہ تھی کہ حضرت مولانا کو کوئی اس قسم کا جواب دے گا۔

نائیجیریا میں ایک دفعہ ٹریفک ہی کے سلسلے میں برٹش کونسل نے ایک فلم دکھائی تھی جس میں تیز رفتاری اور آہستہ روی کا مقابلہ کر کے بتایا گیا تھا کہ وقت کے لحاظ سے کوئی زیادہ فرق نہیں پڑتا۔ پہلی بات تو ہم نے ہائی وے کی کی ہے۔ بس ڈرائیور ہائی وے پر چل رہا تھا۔ جہاں عام طور پر لوگ تیز رفتاری کی طرف مائل ہو جاتے ہیں لیکن شہر کے اندر بھی بعض لوگ تیز رفتاری ہی سے اپنی گاڑیاں چلاتے ہیں باوجود اس کے کہ گاڑیوں کے چلانے والوں سے عوام الناس نے بھی اور حکومتوں نے بھی کئی دفعہ اپیل کی ہے کہ وہ آہستہ چلیں لیکن چونکہ وہ ایسا نہیں کرتے اس لئے حکومتوں نے سڑکوں پر سپیڈ بریکر بنا دیئے ہیں۔ اچھا تو نہیں لگتا کہ انسان بات نہ ملنے تو اس کے آگے سپیڈ بریکر رکھ دیا جائے۔ لیکن بہرحال رکھنا ہی پڑتا ہے۔ جس فلم کا ہم ذکر کر رہے ہیں اس میں شہر میں گاڑی چلا کر دکھائی گئی اور بتایا گیا کہ سارے شہر میں گھوم لینے کے بعد جو شخص آہستہ چلا وہ زیادہ سے زیادہ چند منٹ دیر سے منزل پر پہنچا اور جو تیز چلا وہ زیادہ سے زیادہ چند منٹ اس شخص سے پہلے پہنچ گیا۔ گویا کہ تیز رفتاری اور آہستہ روی کا فرق شہر میں چند منٹوں سے زیادہ نہیں ہوتا۔ اسی فلم میں دکھایا گیا کہ سڑک کے کنارے دو بچے کھڑے ہیں دونوں سڑک پار کرنا چاہتے ہیں۔ ایک دوسرے سے کہتا ہے۔ "ذرا ٹھہرو۔ ذرا ٹھہرو" دوسرا کہتا ہے "مجھے تو جلدی ہے مجھے جلدی جانا ہے آؤ جلدی سے سڑک پار کریں"۔ اور وہ یہ کہتا ہوا بغیر ادھر ادھر دیکھے دوڑ پڑتا ہے۔ چنانچہ سڑک کے بیچوں بیچ اس کا حادثہ ہو جاتا ہے۔ جب ہم نے یہ فلم دیکھی اور بچے کو یوں بس کے نیچے آتا دیکھا تو ہمارے آنسو بہہ پڑے لیکن جب کومنٹری کرنے والے نے کہا کہ اس بچے کو جلدی تھی اور اس نے جلدی کر لی ہے لیکن اب آئندہ اسے کبھی جلدی نہیں کرنی پڑے گی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اب یہ موت کے منہ میں جا چکا ہے۔ اور اس کے بعد اس کو کبھی یہ بات کہنے کا موقعہ نہیں ملے گا کہ مجھے تو جلدی ہے۔ اور لو میں چلا۔ جب ہم نے یہ فقرہ سنا تو ہم ہی جانتے ہیں کہ ہمارے دل کی کیا کیفیت تھی

پس آج کی چھوٹی سی بات یہ ہے کہ ڈرائیور مہربانی کر کے آہستہ چلیں اور سڑک پار کرنے والے جلدی کا خیال ہی چھوڑ دیں۔ زیادہ احتیاط کے ساتھ سڑک پار کریں۔ اور اپنی حفاظت کا خیال رکھیں۔

دُعا سب سے عظیم تدبیر ہے

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع فرماتے ہیں:-

"دُعا میں جو برکت ہے اس کی کوئی مثال دُنیا میں اور کسی تدبیر میں نہیں ہے۔ دُعا میں تدبیر اور دُعا دونوں باتیں اکٹھی ہو جاتی ہیں۔ حضرت (بانی سلسلہ احمدیہ) نے اس مضمون پر بہت ہی لطیف روشنی ڈالی ہے اور بہت ہی گہری حکیمانہ باتیں بیان فرمائی ہیں۔ خلاصہ یہی ہے کہ دُعا دنیا کی سب سے عظیم تدبیر ہے۔ جو تدبیر پہ جال ڈالتی ہے اس سے بڑی تدبیر کیا ہوگی جو تقدیر کو اپنے دام میں لے لے اور تقدیرِ الٰہی اور انسانی کوششیں جب اکٹھی مل کر آگے بڑھتی ہیں تو دُنیا کی کوئی طاقت ایسے آگے بڑھنے والے کی راہ نہیں روک سکتی۔ پس ان دُعاؤں سے بھی بہت کام لیں۔ اللہ تعالےٰ ہمارا حامی و ناصر ہو۔"

(از خطبہ فرمودہ ۲ نومبر ۱۹۹۰ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

ضروری نوٹ:۔

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جا رہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۸۵۴۷ I MRS. IROS NASYIR W/O NANA NASYIR AHMAD B.S.C پیشہ خانہ داری عمر ۴۲ سال بیعت ۱۹۶۳ء ساکن انڈونیشیا۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۴-۸-۹۱ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) طلائی زیورات مالیتی ۱۵۰,۰۰۰/- روپے (۲) حق مہر ۱۰۰,۰۰۰/- روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۳۰,۰۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ MRS IROS NASYIR انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر ۱۔ ENCONG JARKASIH گواہ شد نمبر ۲ RD. MA'MUR انڈونیشیا۔

مسل نمبر ۲۸۵۴۸ IMRS PIOH SUPIAH W/O SURYA پیشہ خانہ داری عمر ۶۴ سال بیعت ۱۹۶۷ء ساکن انڈونیشیا۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۷-۹-۹۱ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) زمین رقبہ ۸۰ مربع میٹر مالیتی RP۱۹,۰۰۰,۰۰۰/- (۲) حق مہر RP۱۰۰,۰۰۰/-۔ اس وقت مجھے مبلغ ۲۴,۰۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ MRS PIOH SUPIAH انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر ۱۔ ENCANG JARKASIH انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر ۲۔ RD MA'MUR انڈونیشیا۔

مسل نمبر ۲۸۵۴۹ I DRS. TATANG HIDAYAT S/O GLI RASLI پیشہ ٹیچر عمر ۵۶ سال۔ بیعت ۱۹۵۴ء ساکن انڈونیشیا۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۶-۹-۹۱ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) دو عدد مکانات برقبہ ۳۶۲ مربع میٹر مالیتی ۱۵,۰۰۰,۰۰۰/- RP۔ (۲) فرنیچر مالیتی ۲,۰۰۰,۰۰۰/- RP۔ (۳) موٹر سائیکل ہنڈا مالیتی ۱,۰۰۰,۰۰۰/- RP۔ (۴) طلائی زیورات مالیتی ۲,۰۰۰,۰۰۰/- RP۔ کل جائیداد ۲۰,۰۰۰,۰۰۰/- RP۔ اس وقت مجھے مبلغ ۳۰۰,۰۰۰/- روپے ماہوار بصورت تنخواہ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد DRS. TATANG HIDAYAT انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر ۱۔ ENCANG JARKASIH انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر ۲ RD. MAS MUR انڈونیشیا۔

مسل نمبر ۲۸۵۵۰ میں شریف احمد ولد لطیف احمد قوم ارائیں پیشہ طالب علم عمر ۲۷ سال ۱۰ ماہ ۴ دن بیعت پیدائشی احمدی ساکن غلام محمد آباد ضلع فیصل آباد حال U.S.A امریکہ۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۷-۱۰-۹۱ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۵۰۰۰/- ڈالر سالانہ بصورت پارٹ ٹائم کام کے مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد شریف احمد U.S.A۔ گواہ شد نمبر ۱۔ ایم۔ اے رشید یحییٰ وصیت نمبر ۲۱۱۶۵۔ گواہ شد نمبر ۲۔ انس احمد U.S.A۔

گمشدہ بالی

ایک عدد سونے کی بالی بیت النصرت دارالرحمت اور ریلوے پھاٹک کے درمیان جاتے ہوئے کہیں گر گئی ہے جن صاحب کو ملے وہ پہنچا کر شکریہ کا موقع دیں۔

عبدالسمیع خاں ہیڈ ماسٹر
مکان نمبر ۱۷/۲۲ دارالرحمت شرقی الف ربوہ

خط وکتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

ضرورت ہے

ایک عدد سیلز مین کی ضرورت ہے۔ جو میڈیکل سٹور پر کام کرنا چاہے۔ میڈیکل سٹور کا کام مکمل طور پر جانتا ہو۔ رہائش کا بندوبست ہے۔ تنخواہ حسب قابلیت۔ درخواست صدر یا امیر صاحب کی تصدیق کے ساتھ "محمود میڈیکل سٹور" بالمقابل سول ہسپتال سرکلر روڈ وزیر آباد پر رابطہ کریں۔ یا امیر جماعت وزیر آباد سے ملیں۔

فون نمبر گھر: ۳۰۲۴
فون نمبر دفتر: ۲۶۴۴

بقیہ: صفحہ ۳ سے آگے

ساتھ اپنے مسائل میں ان سے مشورہ کرتے۔ بچوں کو لطیف انداز میں نصائح کرنے کا وصف بھی ان کی مقبولیت کا ایک راز تھا۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے متنوع قسم کی خدمات کی توفیق دی۔ آپ بیک وقت کئی کمیٹیوں کے ممبر اور ڈائریکٹر رہے۔ تقریر اور تحریر دونوں میدانوں میں خدمت کی توفیق پائی۔ تقریر میں ایک خاص جوش اور جذبہ ہوتا تھا۔ تربیتی موضوعات پر تقریر میں سلسلہ کا درد اور دوسروں کی سچی ہمدردی کا وصف جھلکتا تھا۔ ریویو آف ریلیجنز میں آپ کے بعض اہم مضامین اور کتب پر تبصرے شائع ہوئے۔ آپ کا مطالعہ بھی خوب وسیع تھا۔

محترم ساقی صاحب خوب مجلسی آدمی تھے مجلس میں ان کی موجودگی سے خوب رونق رہتی۔ ہلکی پھلکی باتوں کے علاوہ اہم سنجیدہ اور علمی مسائل پر ان کی بات چیت بہت پر لطف ہوتی تھی۔ علمی شوق تھا اور اس کوشش میں رہتے کہ یہ شوق احباب میں بھی پیدا ہو۔ نوجوانوں کی اصلاح اور خاص طور پر پرانے احمدی خاندانوں کے افراد سے رابطہ کی طرف بہت توجہ رہتی تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ٹھوس اور وقیع رائے کے مالک تھے اور ہمیشہ خلوص کے ساتھ نیک اور صحیح مشورہ دیتے تھے۔ جماعت کی بہتری کی فکر ہمیشہ ان کی سوچ میں شامل رہتی تھی۔

الغرض محترم مبارک احمد صاحب ساقی بہت عمدہ صفات کے مالک، ایک پرجوش خادم سلسلہ تھے۔ آپ نے نمایاں خدمات کی توفیق پائی اور بہت اچھا انجام ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کی خدمات کو شرف قبولیت عطا فرماتے ہوئے اجر عظیم عطا فرمائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

○ ربوہ: ۳، ستمبر کل بعد دوپہرے آندھی آنے کے بعد ٹھنڈی خوشگوار ہوا چلنی شروع ہوئی۔ اور بادل گھر کر آگئے۔ صبح بہت اچھی ٹھنڈ ہو گئی۔ معمولی بوندا باندی بھی ہوئی۔

○ وزیر اعظم نے جکارتہ میں اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل مسٹر بطروس غالی سے ملاقات کر کے ان سے مطالبہ کیا کہ اقوام متحدہ بھارتی فوج کو بے گناہ کشمیریوں پر مظالم سے باز رکھے انہوں نے سیکرٹری جنرل سے کہا کہ دیگر تنازعات کی طرح اس تنازعے کے حل کی طرف بھی توجہ دی جائے۔

○ امریکی اخبارات نے لکھا ہے کہ بھارتی وزیر اعظم مقبوضہ کشمیر کو نیم خودمختار ریاست بنانے پر آمادہ ہو گئے ہیں۔ خارجہ اور دفاعی حکمت عملی بھارت کے ہاتھ میں ہو گی باقی تمام معاملات کشمیریوں کے ہاتھ میں ہوں گے۔ اس خبر کے مطابق کشمیر کو آئین میں طے شدہ حصہ سے زیادہ رقم دی جائے گی اور مذاکرات صرف کشمیریوں سے کئے جائیں گے۔

○ وزیر اعظم کی تقریر میں مسئلہ کشمیر کے ذکر سے یہ مسئلہ غیر جانبدار ملکوں کی توجہ کا مرکز بن گیا ہے۔

○ بھارتی وزیر اعظم نے تجویز پیش کی ہے کہ ترک اسلحہ کے بارے میں عالمی کنونشن منعقد کیا جائے۔ اس میں ایٹمی ہتھیاروں کے تجربات پر پابندی لگانے اور مکمل ترک اسلحہ کے حصول کے لئے مذاکرات جیسے مسائل پر تبادلہ خیال کیا جائے۔ بھارتی وزیر اعظم نے سلامتی کونسل کے اراکین کی تعداد بڑھا کر اسے مزید با اختیار بنانے کی تجویز بھی پیش کی۔

○ وفاقی حکومت آزاد کشمیر کو وفاقی ٹیکسوں سے ۵،۷ کروڑ روپے دینے پر رضامند ہو گئی ہے۔ آزاد کشمیر کی تاریخ میں پہلی مرتبہ وفاقی حکومت کی طرف سے ٹیکسوں کی رقم دی گئی ہے

○ بھارت نے زیادہ پانی چھوڑ کر قصور کے ضلع میں سیلاب پیدا کر دیا ہے جس سے ۱۷، دیہات تباہ ہو گئے۔

○ آزاد کشمیر کے سابق وزیر اعظم مسٹر ممتاز احمد راٹھور نے آزاد کشمیر کی حکومت پر الزام لگایا ہے کہ وہ ۶، ستمبر کو میرپور میں ہونے والا محترمہ بے نظیر بھٹو کا جلسہ سبوتاژ کرنے کی کوششوں میں مصروف ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ آزاد کشمیر کی حکومت ۱۴، اگست کی طرح ۶، ستمبر کو اپنا بھمبر اور کوٹلی کا جلسہ منسوخ کر دے۔

○ اے این پی کے سربراہ مسٹر اجمل خٹک نے کہا ہے کہ حکومت جو کچھ افغانستان میں کر رہی ہے۔ اسے ہماری تائید حاصل نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ حکمت یار جیسے لوگ افغان خانہ جنگی کو کفر و اسلام کی جنگ قرار دیتے رہے تو افغانستان تقسیم ہو جائے گا انہوں نے یہ بھی کہا کہ کشمیر کا مسئلہ جنگ سے حل نہیں ہو گا۔

○ ٹیلی کمیونی کیشن کارپوریشن کے عملے کی تنخواہوں میں ۲۵، فیصد اضافے کا اعلان کیا گیا ہے۔ کرایہ مکان بنیادی تنخواہ کا ۴۵، فیصد ہو گا۔ دیگر کئی مراعات کا اعلان کیا گیا ہے۔

○ پنجاب کے وزیر اعلیٰ نے کہا ہے کہ ٹیکسلا میں اسلامی اتحاد کی بی ٹیم نے کامیاب جلسہ کر کے بے نظیر کی مقبولیت کا پول کھول دیا ہے۔

○ چین نے دو فرانسیسی صحافیوں کو ملک بدر کر دیا ہے۔

○ بھارت نے اعلان کیا ہے کہ وہ خلائی ٹیکنالوجی دیگر ملکوں کو فروخت کرے گا۔ خلائی ترقی اور ٹیکنالوجی کے وزیر نے کہا ہے کہ بھارت دور مار ہتھیاروں کا پھیلاؤ نہیں چاہتا اس لئے میزائیل ٹیکنالوجی برآمد نہیں کی جائیگی۔

○ عراق میں اقوام متحدہ کے اہلکاروں کو ہراساں کرنے پر عراق کے خلاف کارروائی پر غور کیا جا رہا ہے۔ عراقی سفیر سے اقوام متحدہ کے انڈر سیکرٹری نے احتجاج کیا ہے تاہم کہا ہے کہ اقوام متحدہ اپنے اہلکار واپس نہیں بلائے گا۔

○ پیپلز پارٹی کے سابق اہم رہنما مسٹر عبدالحفیظ پیرزادہ نے کئی برسوں کے بعد گذشتہ روز محترمہ نصرت بھٹو سے ملاقات کی۔ میزبان مسٹر شیر باز مزاری تھے جبکہ دیگر مدعوئین میں ایئر مارشل ریٹائرڈ نور خان اور ایک اہم سابق فوجی شخصیت تھی۔

اعلانِ تعطیل

مورخہ ۶، ستمبر بروز اتوار روزنامہ الفضل کے دفاتر بند رہیں گے لہٰذا اس روز پرچہ شائع نہیں ہو گا۔ قارئین کرام اور ایجنٹ حضرات مطلع رہیں۔

(مینیجر)

NASIR ناصر تریاقِ معدہ NASIR ناصر
خرابیٔ ہضم کا مؤثر علاج
کھانا ہضم کرتا، بھوک بڑھاتا، طبیعت کو شگفتہ اور بحال رکھتا ہے۔
ہمیشہ ایک شیشی گھر میں رکھیئے
پیٹ کے جملہ امراض کیلئے اکسیر ہے
قیمت -/۱۰، -/۲۰، -/۳۰
ناصر دواخانہ گولبازار ربوہ

جدید دواخانہ خدمتِ خلق کی شہرہ آفاق ادویات
مرضِ اٹھرا کا شافی علاج ہمدردِ نسواں (حبوبِ اٹھرا)
مرضِ اٹھرا کا بے نظیر علاج، اسقاطِ حمل، سوکھا پن، مردہ بچے پیدا ہونا۔ لاغری اور بچوں کے کم سنی میں فوت ہو جانے کا مجرب علاج ـــ قیمت فی ڈبی -/۱۵ روپے
دوائی فضلِ الٰہی (برائے اولادِ نرینہ)
جن عورتوں کے ہاں لڑکیاں ہی لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اس کے استعمال سے بفضلہ تعالیٰ لڑکا پیدا ہوتا ہے۔ بارہا تجربہ میں آ چکی ہے ـــ قیمت -/۱۵۰ روپے
طاقت کی مشہورِ عالم دوا زدجامِ عشق
اعضائے رئیسہ کو بے حد طاقتور بناتی ہے مستورات جو کہ مزمن اور اعصابی امراض میں مبتلا ہوں وہ بھی یہ حبوب استعمال کر کے صحت یاب ہو سکتی ہیں۔ قیمت -/۱۲۰ روپے اور -/۲۸۰ روپے
دوائے خانہ آبادی (بانجھ پن) فوائد: مقوی دل، مقوی باہ اور معینِ حمل ہے قیمت -/۷۰ روپے
اکسیر لیکوریا کیپ
ہر قسم کے لیکوریا، سیلان الرحم کے لئے نہایت مجرب دوا۔ قیمت ۳۰ کیپسول -/۲۰ روپے
جدید دواخانہ خدمتِ خلق گول بازار۔ ربوہ۔ فون: ۶۵۹

پتہ

جرمن ہومیوپیتھک ادویات
مدر ٹنکچرز، پوٹینسیاں اور بایوکیمک کی تمام ادویات کے علاوہ خالی شیشیاں اور ہر قسم کی گولیاں بھی دستیاب ہیں۔ شوگر آف ملک اور پاکستانی ادویات بھی دستیاب ہیں
کیور ٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی (رجسٹرڈ) ربوہ فون ۷۷۱ ـــ ۶۰۶

ھیون ھاؤس پبلک سکول ربوہ
۲۲/۵ دارالعلوم غربی - ربوہ فون: ۷۹۰
ہیون ہاؤس سکول موسم گرما کی تعطیلات کے بعد آج مورخہ یکم ستمبر سے دوبارہ کھل چکا ہے۔ والدین سے التماس ہے کہ بچوں کو سکول یونیفارم میں باقاعدگی سے بھجوائیں۔
ـــ پرنسپل ـــ
داخلہ بھی شروع ہے